

نامہ بر (قطع اول)

تجسس ضرور تھا کہ ایک فعال سیاسی جماعت کے اکابرین، تمام لفظی اسلئے، خبر اور تلواریں لے کر سابقہ چیف جسٹس کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑے ہوئے ہیں۔ یکہ بعد دیگرے منفی بیانات کی بوچھاڑ جاری ہے۔ تو یہ شخص، ثاقب ثار خاموش کیونکر ہے۔ سوائے ایک پختہ بیان کے، کہ اس سے منسوب آڑیوں مختلف تقاریر کو جوڑ کر بنائی گئی ہے۔ اس کے علاوہ یہ ریڈنچ کوئی بات کیوں نہیں کر رہا۔ انہیں ڈھنی سوالات کے جواب تلاش کرتا ثاقب ثار کے ایک دیرینہ دوست سے ملاقات ہوئی۔ سنجیدہ اور متین انسان جو قانون کے شعبہ میں لاہور ہائی کورٹ میں دہائیوں سے پریکلیش کر رہا تھا۔ ڈھنی سوالات کا اظہار اس شخص سے کیا۔ تو اس محترم انسان نے چند دن کا وقت مانگا کہ پوری تحقیق کے بعد جواب دوں گا۔ دو دن پہلے پھر ثاقب ثار کے اس دوست نے دل کھول کر سامنے رکھ دیا۔ انہی کا بیان یہ، من عن پیش کرنا چاہوں گا۔ اس میں ایک لفظ بھی میری طرف سے شامل نہیں ہے۔

” یہ بالکل درست ہے کہ نواز شریف نے ثاقب ثار اور آصف ھوسے کو لاہور ہائی کورٹ کا حجج مقرر کیا۔ بلکہ اس سے پہلے، ان کی وزارت عظمی کے دور میں ثاقب ثار، سیکرٹری قانون بھی رہے۔ ان اوقات میں بھی لاے سیکرٹری اور سیاسی جماعت یعنی مسلم لیگ ن کے معاملات بہت خوش گوار نہیں رہے۔ وجہہ یہ کہ اس دورانیہ میں، اٹارنی جزل کی طرف سے مسلم لیگ ن سے وابسطہ وکلاء کو ہر سطح پر قانونی مشیر لگانے کے متعلق مسلسل سفارشات موصول ہوتی رہیں۔ اس دور کے اٹارنی جزل، خود آ کر بنفس نفیس، سیاسی بنیادوں پر وکلاء کی تعیناتیوں پر اصرار کرتے رہے۔ جس کام کو ثاقب ثار، بطور لاے سیکرٹری مسلسل انکار کرتے رہے۔ لازم ہے کہ یہ سفارشات، اٹارنی جزل، بلند ترین سیاسی سطح سے ہدایات موصول ہونے کے بعد ہی کرتے تھے۔ بہر حال ثاقب ثار نے کوشش کی کہ مختلف سرکاری اداروں میں، سیاسی بنیادوں پر، قانونی مشیروں کی تعیناتی کم سے کم ہو۔ ان کی یہ کوشش کس حد تک کامیاب رہی۔ یہ یکسر ایک دوسری بات ہے۔ اسی پیریڈ میں کراچی کے مشہور وکیل، پیرزادہ صاحب کی قانونی فیس کا معاملہ بھی ابھر کر سامنے آنا۔ حکم موصول ہوا کہ پیرزادہ صاحب کو پچاس لاکھ روپیہ دے دیے جائیں۔ ثاقب ثار کا کہنا تھا کہ وزارت قانون کے پاس اتنی بھاری فیس دینے کے لئے وسائل نہیں ہیں۔ بہر حال ان کی موجودگی میں یہ معاملہ بہتر طور پر حل نہ ہو پایا۔ بطور سیکرٹری قانون، تمام کام نہ کرنے رہ بہر حال بلند ترین سطح کے سماں حلقوں اور ثاقب ثار کے مابین خاموش ناراضکی کا عنصر ضرور موجود ہے۔

تھا۔ جب ہائی کورٹ میں تعیناتی کا معاملہ آیا۔ تو خالد انور کے بھرپور اصرار پر نواز شریف نے ثاقب شارکو ہائی کورٹ کا غیر مستقل نجح تعینات کر دیا۔ اگر خالد انور کا دباؤ نہ ہوتا تو شائد یہاں ثاقب شارکو اس وقت کے وزیر اعظم ہرگز ہرگز نجح نہ بناتے۔ بہر حال اس کے بعد ثاقب شارکچھ عرصہ کے لئے پنڈی بیٹچ تعینات گئے۔ راولپنڈی میں مسلم لیگ ن کے اندر دھڑرے بازی کی بدولت، ان کی عدالت میں ایک سیاسی کیس آیا۔ جس میں دونوں سیاسی حریفوں کے درمیان جیتنے کے لئے صرف ایک ووٹ کا فرق تھا۔ اس کیس میں سیف الرحمن نے ثاقب شارکوفون کیا اور ایک گروپ کے حق میں فیصلہ کرنے کی سفارش کی۔ اس زمانے میں سیف الرحمن نواز شریف کے معتمد خاص تھے۔ اور ان کی حکوم عدوں کا تصور کرنا بھی محال تھا۔ مگر ثاقب شارک کی سفارش کو خاطر میں نہ لائے۔ یہ معاملہ تو خیر تھا ہی۔ مگر اس کے علاوہ ایک انتہائی نازک کیس ثاقب شارک کی عدالت میں پہنچ گیا۔ سیف الرحمن کے بھائی کو وزیر اعظم نے کرکٹ بورڈ کا چیئرمین مقرر کر دیا۔ شومی قسمت سے کسی شخص نے عدالت میں پیش کردی کہ وہ کرکٹ بورڈ کے چیئرمین لگنے کی شرائط کو پورا نہیں کرتے۔ نجح صاحب نے قانونی طور پر اس معاہلے کو قابل سماعت قرار دیا۔ اور فریقین کو نوٹس جاری کر دیے۔ اب یہ اصول پسندی، بادشاہ کی برداشت سے باہر تھی۔ کس کی برداشت سے یہ سب لوگ جانتے اور سمجھتے ہیں۔ چنانچہ اس کے رد عمل میں، ثاقب شارک فوری طور پر پنڈی بیٹچ سے ملتان ٹرانسفر کر دیا گیا۔ وجہہ تو ہمیشہ انتظامی ہی بتائی جاتی ہے۔ بہر حال، سیف الرحمن کے بھائی کیس میں نوٹس جاری کرنے یا شائد سڑے دینے پر ثاقب شارک پنڈی سے ملتان پہنچا دیے گئے۔ یہ سبق سکھانے کی ابتدا تھی۔

ابھی تک، نجح صاحب کو مستقل نہیں کیا گیا تھا۔ یعنی وہ لاہور ہائی کورٹ کے مستقل نجح نہیں تھے۔ جب قانون اور طریقہ کار کے مطابق انہیں مستقل کرنے کا معاملہ صدر رفیق تارڑ کے سامنے پیش ہوا، تو بلند ترین سطح سے احکامات کی وجہہ، انہیں مستقل نہ کیا گیا۔ یہ ایک طرح کی مسلم لیگ ن کی سیاسی قیادت کی اس شخص پر مکمل بد اعتمادی تھی۔ جزئیات میں جائے بغیر عرض کرنا چاہوں گا۔ کہ جب تک میاں صاحب، وزیر اعظم رہے، ثاقب شارک مستقل نجح نہیں بنایا گیا۔ بلکہ انہیں نوکری سے فارغ کرنے کا ایک بھرپور منصوبہ تھا۔ 1999ء میں میاں نواز شریف کی حکومت ختم کر دی گئی۔ پرویز مشرف تخت نشین ہو گئے۔ ثاقب شارک مستقل نجح پرویز مشرف کے دور میں بنایا گیا۔ وقت گزرتا گیا۔ میاں صاحب، جب جلاوطنی سے واپس آئے۔ تو ثاقب شارک کے گھر ایک بار، ان کے قربی عزیز کی فونگی پر تشریف لائے۔ اور مالک اسی طرح ثاقب شارک بھی میاں صاحب کے گھر ان کی ایک ذاتی فونگی رضور گئے۔ اس کے علاوہ، دونوں شخصات

کی آپس میں کوئی ملاقات نہیں ہوئی۔ یہ نج بُنے کے بعد کا دور ہے۔ ہاں ایک اور بات جو پہلے لکھنی چاہیے تھی۔ پنڈی کے ایک سینٹر وکیل جن کے نام کے ساتھ تاریخ لگتا تھا۔ ان کے نوجوان بیٹے مری گئے۔ اور وہاں کار ریسینگ کے دوران شرکاء سے ہاتھا پائی کرنے لگے۔ مری کی انتظامیہ نے ان نوجوانوں کی حرکات کی سرزنش کی۔ تو ان وکیل صاحب نے مری انتظامیہ کے خلاف ایف آئی آر کٹوادی۔ اس معاملہ پر صدر تاریخ نے ثاقب شارکوفون پرسفارش کی کہ انتظامی افراد کی ضمانت نہیں ہونی چاہیے۔ ان احکامات کے بالکل بر عکس ثاقب شار نے، انتظامی افسروں کی ضمانت لے لی۔ واقعات سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ثاقب شار اور مسلم لیگ ن کے درمیان بد اعتمادی کی فضابڑھ رہی تھی۔

وقت کی تیز رفتاری کسی کے آنے یا جانے سے متاثر نہیں ہوتی۔ سیاسی نشیب و فراز اور عدالتی معاملات چلتے رہے۔ قدرت کا کرنا یہ ہوا کہ ثاقب شار، چیف جسٹس آف پاکستان متعین ہو گئے۔ اسی اثناء یا اس سے کچھ عرصہ پہلے مسلم لیگ ن کے ایک سینٹر رہنمای خواجہ آصف نے پارلیمنٹ میں تقریر کی، کہ دیکھو اب ہمارا چیف جسٹس آ رہا ہے۔ یہ تقریر اگلے دن، انہیں الفاظ کے ساتھ تمام اخبارات میں شائع ہوئی۔ خواجہ آصف کے اس بیان سے اس طرح کا تاثر ابھرا کہ ثاقب شار، مسلم لیگ ن سے ہمدردی رکھنے والے نج ہیں۔ اور اب مقدمات پر ان کی سیاسی جماعت کا اثر انداز ہونا بہت سہل ہو جائے گا۔ بہر حال صورت حال، بالکل متقاضاً سمت میں گامزن تھی۔ خواجہ صاحب کو یہ بیان دینا بھی چاہیے تھا کہ نہیں۔ اس سے ان کی سیاسی جماعت کو کیا فائدہ یا نقصان ہوا۔ اس کا جواب تو بہر حال خواجہ صاحب بذات خود ہی دے سکتے ہیں۔ ثاقب شار چیف جسٹس نہیں تھے جب پانامہ لیکس کا معاملہ شروع ہوا۔ یہ پنڈورا بکس، چیف جسٹس جمالی کے دور کا تھا۔ مگر جمالی صاحب اس پر کسی قسم کی کوئی بھی کارروائی کرنے سے کتراتے رہے۔ تمام معاملہ کو طول دیتے رہے اور فیصلہ کیے بغیر ریٹائر ہو گئے۔ اس طرح یہ کیس ثاقب شار کی ٹیبل پر پہنچ گیا۔ چیف جسٹس کے طور پر ثاقب شار کے لئے یہ ایک مشکل مرحلہ تھا۔ اس میں تو کوئی شبہ نہیں کہ انہیں میاں صاحب نے ہی نج مقرر کیا تھا۔ اور میاں صاحب سے ان کی کافی بہتر یادِ اللہ بھی رہی تھی۔ انہیں مسلم لیگ کے اکابرین نے اپنا نج بھی قرار دے دیا تھا۔ یہ وہ کڑا مرحلہ تھا جس میں۔ بطور چیف جسٹس ثاقب شار نے اپنے آپ کو عدالتی پہنچ سے علیحدہ کر لیا۔ یعنی پانامہ لیکس کے نچ سے انکا عدالتی تعلق ختم ہو گیا۔ اب اس نچ کے سربراہ آصف کھوسے تھے۔ اور وہ اپنی جگہ پر ایک صاف سترے مگر سخت گیر نج کی شہرت رکھتے تھے۔ پانامہ لیکس سے ثاقب شار کی لائلقی، ہر اخبار میں بطور خبر شائع ہو چکی ہے۔ بڑے سہل طریقے سے اس کی تصدیق کی جاسکتی ہے۔ عدالتی حکم رہے آئی جی کا بننا اور ہے آئی ٹی کی تحقیقات میں بطور نج ثاقب

شارشامل نہیں تھے۔ تحقیقات کا نتیجہ پورے پاکستان کو معلوم ہیں۔ نواز شریف کو ملزم سے مجرم، آصف سعید کھوسہ کی زیر صدارت بیٹھنے نے قرار دیا۔ حالات کا رخ کہیں یا قدرت کا طریقہ کار۔ بطور چیف جسٹس ثاقب شارکوچپس سے تیس سیاستدانوں کی نااہلی کے دورانیے کو معین کرنے کا فیصلہ کرنے کا مقدمہ سننا پڑا۔ اس معاملہ میں آئین خاموش تھا۔ اب یہ عدالت عظمی کی آئینی ذمہ داری تھی کہ وہ نااہلی کے دورانیے کو مختص کرے۔ اس میں نواز شریف صاحب کا کیس بھی شامل تھا۔ انہیں عدالتی نوٹس، دیگر سیاستدانوں کی طرح جاری کیا گیا مگر وہ عدالت عظمی میں پیش نہیں ہوئے۔ آئین کی تشريح کرتے ہوئے یہ فیصلہ ہوا کہ نااہلی کا دورانیہ تاحیات ہوگا۔ دیگر لوگوں کی طرح، سابقہ وزیر اعظم بھی اسی زد میں آ گئے۔

(جاری ہے۔)